موضوع

آمین بالجہر

غیر مقلد مناظر

مولوی محمد عبد اللہ چھتوی

مناظر اہلسنت والجماعت

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

النعمان سوشل میڈیا سروسز

دفاع احناف لائبریری



بسم اللہ الرحمن الرحیم




بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناظر اهل سنت والجماعت

حضرت مولانا **محمد امین صفدر اوکاڑوی** رحمۃ اللہ علیہ

غیر مقلد مناظر

مولوی **محمد عبد اللہ چھتوی**

موضوع مناظرہ

آمین بالجہر




بسم اللہ الرحمن الرحیم

موضوع مناظرہ

آمین بالجہر سری و جہری نمازوں میں کہنا قرآن حدیث کے اعتبار سے سنت مؤکدہ ہے

جواب اہل سنت

آمین بالجہر سری و جہری نمازوں میں کہنا سنت مؤکدہ نہیں۔

نوٹ

خدا جانے اس دعویٰ پر عمل کرنے والے غیر مقلد کس دنیا میں بستے ہیں۔ خود مناظرین غیر مقلد جناب محمد عبداللہ صاحب چھتوی اور ایم محمد یونس صاحب بھی سری نمازوں میں آمین بالجہر نہیں کرتے۔ اور نہ چھتوی صاحب نے ابھی سری نمازوں میں آمین بالجہر شروع کی ہے۔ الغرض تمام غیر مقلدین سری نمازوں میں اس آمین بالجہر کی سنت مؤکدہ کے تارک ہیں۔ اس کو کہتے ہیں دیگراں را نصیحت خود میاں فصیحت۔

آہ! جن لوگوں کو خود اپنے مسلک کا علم نہ ہو وہ مناظر بھی ہو سکتے ہیں اور شیخ الحدیث

بھی۔ مناظر اہل سنت والجماعت کے پیش نظر چونکہ کوئی ضد یا تعصب نہ تھا وہ نہایت دیانت داری سے مسئلہ کا تصفیہ چاہتے تھے، اس لیے انہوں نے مناظرہ سے تین گھنٹے قبل ہی بذریعہ تحریر غیر مقلدین کا صحیح مسلک لکھ کر بھیج دیا تھا، تاکہ وہ لوگ اپنی غلطی پر آگاہ ہو جائیں۔ اور موضوع کو ابھی صاف کرلیں۔ لیکن پورے تین گھنٹے جناب چھتوی صاحب اور جناب مجاہد صاحب نے وہ شور مچایا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ عوام تو اسی وقت سمجھ چکے تھے کہ قبول حق کی توفیق خدا تعالیٰ کا خاص انعام ہوتا ہے، جس سے خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو ہی نوازتے ہیں۔

غیر مقلدوں کا صحیح مسلک،

غیر مقلدوں کا صحیح مسلک جس پر ان کا عمل ہے یہ ہے کہ:

۱۔ منفرد (اکیلا نماز پڑھنے والا) شخص ہر ہر نماز کی ہر ہر رکعت میں آمین آہستہ کہے۔

۲۔ مقتدی امام کے پیچھے، ان گیارہ رکعتوں میں جن میں امام آہستہ قرآن پڑھتا ہے۔ آمین آہستہ کہیں اور ان چھ رکعتوں میں جن میں امام قرآن بلند آواز سے پڑھتا ہے، آمین بلند آواز سے کہیں یہ سنت مؤکدہ ہے۔

۳۔ امام کو بھی گیارہ سری رکعتوں میں آمین آہستہ اور چھ جہری رکعتوں میں آمین اتنی بلند آواز سے کہنا کہ اہل مسجد سن لیں سنت مؤکدہ ہے۔

یہ وہ مسلک ہے جس پر تمام غیر مقلدین کا عمل ہے۔ لیکن جناب چھتوی صاحب اور مجاہد صاحب نے اپنا صحیح مسلک لکھ کر دینے سے صاف انکار کر دیا، بلکہ مناظر اہل سنت نے لکھ کر بھی دیا تو دونوں نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔

اہل دانش تو اسی وقت فیصلہ کر چکے تھے کہ جو لوگ اپنا صحیح مسلک نہیں جانتے وہ کیا خاک مناظرہ کریں گے

سنت مؤکدہ۔

اس موضوع پر اس میں بڑی ضروری وضاحت یہ تھی کہ سنت مؤکدہ کسے کہتے

۱۔ ان فرائض وواجبات کے علاوہ جو کام آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ کیے ہیں اور اُمت کو ان کاموں کی تاکید فرمائی ہے وہ سنت مؤکدہ کہلاتے ہیں جیسے نماز فجر کی دو سنتیں وغیرہ۔

۲۔ بعض افعال آنحضرت ﷺ نے خود کیے اور ترغیب بھی دی اُمت کو خوب شوق دلایا ۔۔۔ اق تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء وغیرہ مگر یہ بالاتفاق سنت مؤکدہ نہیں۔

۳۔ آنحضرت ﷺ سے بعض افعال ایسے بھی ثابت ہیں جن پر آپ نے نہ کبھی کوئی ۔۔ب ۔ی نہ تاکید فرمائی وہ افعال نہ سنت مؤکدہ ہیں، نہ مستحب۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کا کھڑے ۔۔ پیشاب کرنا۔ بچے کو اُٹھا کر نماز پڑھنا۔ حالت جنابت میں سونا۔ روزے کی حالت میں بیوی ۔وس وکنار کرنا وغیرہ افعال صحیح بخاری میں ثابت ہیں لیکن نہ ان پر حضور ﷺ نے اُمت کو کوئی ۔اید فرمائی نہ ترغیب فرمائی، اس لیے یہ امور نہ سنت مؤکدہ ہیں نہ مستحب ہیں۔

مناظرِ اہل سنت نے وضاحت فرمائی کہ آمین بالجہر و رفع یدین کی پوزیشن اتنی ہی ہے ۔ن ان افعال کی، یہ نہ تو سنت مؤکدہ ہیں اور نہ مستحب۔ غیر مقلد مناظر کے ذمہ قرآن حدیث ۔ آمین بالجہر کا سنت مؤکدہ ہونا ثابت کرنا تھا اُن کا فرض تھا کہ آمین بالجہر پر آنحضرت ﷺ کا ۔ایدی حکم اور دوامی عمل ثابت کرتے مگر وہ اس میں سو فیصد ناکام رہے۔

اب اصول مناظرہ کے موافق پہلی تقریر مدعی نے کرنا تھی جس میں وہ اپنا دعوٰی بیان ۔رتا، سنت مؤکدہ کی تعریف بیان کرتا، اور قرآن وحدیث سے آمین بالجہر کا تاکیدی حکم اور دوامی ۔مل ثابت کرتا۔ مگر مجاہد صاحب اور چھتری صاحب نے تقریر کرنے سے ہی انکار کر دیا، اب ۔ات صاف تھی کہ جب مدعی اپنا دعوٰی پیش نہیں کرتا تو اس نے اپنی شکست تسلیم کر لی ہے۔

آخر مناظر اہل سنت والجماعت نے کہا کہ مجھے ہی سائلانہ تقریر کی اجازت دے دی جائے، تو بہت تو تکار کے بعد غیر مقلدین مناظر اہل سنت کی تقریر سننے پر آمادہ ہوئے۔ اور مولانا نے پہلی تقریر بحیثیت سائل دس منٹ تک فرمائی۔ مولانا نے وضاحت فرمائی کہ آمین دعا ہے اور ۔مامیں اہل سنت اِخفاء یعنی آہستہ کہنا ہے۔ اس لیے ہم یہی کہتے ہیں خواہ نمازی اکیلا نماز پڑھے یا

مقتدی ہو یا امام ہو وہ آمین آہستہ کہے، لیکن غیر مقلدین اکیلے اور باجماعت نماز کی آمین میں فرق کرتے ہیں۔اس پر مولانا نے ان کے دعویٰ کے مذکورہ تینوں نمبر دہرائے۔اس کے بعد آپ نے حسب ذیل سوال کیے۔

(۱) آپ نے فرمایا میں خانہ خدا مسجد میں کھڑا ہوں۔خدا کی آخری کتاب قرآن مجید میرے ہاتھ میں ہے میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر یقین کرتے ہوئے یہ بات کہتا ہوں کہ قرآن، حدیث میں ایک بھی ایسا حکم موجود نہیں ہے کہ اے لوگو جب تم خاص طور پر اکیلے نماز پڑھو تو ہمیشہ ہر ہر نماز کی ہر ہر رکعت میں آمین آہستہ کہا کرو۔اکیلے نمازی کی قید کا غیر مقلدین نے شریعت مقدسہ میں اضافہ کیا ہے۔مولانا نے فرمایا کہ اگر اکیلے نمازی کی تخصیص کے ساتھ کوئی آیت یا حدیث میرا فاضل مخاطب پیش کر دے تو میں ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔اُن کی بات تسلیم کرلوں گا۔اُن کا شکر گزار ہوں گا۔

مولانا نے فرمایا میں ضد اور تعصب سے پاک ہوں میں سچی بات کو مان لینے کو سب سے بڑی فتح سمجھتا ہوں، اس پر سب سامعین نے تحسین و آفرین کے نعرے لگائے۔ہر طرف سے ماشاءاللہ ماشاءاللہ کی آوازیں آرہی تھیں لیکن غیر مقلد مناظر آنکھیں جھکائے منہ لٹکائے یوں بیٹھے تھے جیسے صف ماتم بچھا رکھی ہو۔

نوٹ۔

اتنے زبردست چیلنج کے باوجود مجاھد صاحب اور چھتوی صاحب نے ایسی ایک بھی دلیل بیان نہیں کی اور نہ وہ انشاءاللہ العزیز قیامت تک پیش کرسکیں گے۔مناظرہ ٹیپ ہے۔اگر چھتوی صاحب یا مجاھد صاحب اس ٹیپ سے ایک ایسی دلیل نکال دیں تو ہم ہر سزا اٹھانے کو تیار ہیں دیدہ باید۔

۲۔پھر مولانا نے مقتدی کی آمین کے متعلق فرمایا کہ آج جس مسئلے کی آڑ لے کر ہر شہر، ہر گلی اور ہر مسجد کے تقدس تک کو پامال کر کے اُمت مسلمہ میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی جارہی ہے۔

زور چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی مائی کا لال یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے تیئس سالہ دور نبوت میں ایک دن ہی، ایک ہی دفعہ یہ تاکیدی حکم دیا ہو کہ اے میرے مقتدیو جب میں بلند آواز سے قرآن پڑھوں تو تم اتنی بلند آواز سے آمین کہا کرو کہ مسجد گونج جائے، اور جب میں آہستہ قرآن پڑھوں تو تم بھی آہستہ آواز سے آمین کہا کرو۔

مولانا نے فرمایا کہ ایسا تاکیدی حکم تو کجا کوئی ترغیبی حکم بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ حضور ﷺ نے ساری عمر ایک ہی دفعہ خاص مقتدیوں کو مخاطب کر کے آمین بالجہر کا اتنا ہی شوق دلایا ہو جتنا کہ نوافل کرنے نماز اشراق پڑھنے اور تحیۃ الوضوء وغیرہ کا شوق دلایا ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ کتاب وسنت سے کوئی ایسا تاکیدی حکم اور تاکیدی حکم نہ ملنے کی صورت میں ترغیبی حکم ہی دکھا دیں جو خاص مقتدیوں کو خاص جہری نمازوں میں آمین بالجہر کے متعلق دیا گیا ہو۔ مولانا نے فرمایا یہ لوگ قیامت تک کوئی ایسا حکم نہیں دکھا سکتے۔

چنانچہ، مولانا کا یہ مطالبہ آج تک مجاہد صاحب اور جھنگوی صاحب پر قرض ہے۔ اگر جھنگوی صاحب یا ان کا کوئی مقلد کہے کہ انہوں نے یہ مطالبہ پورا کیا ہے تو وہ ٹیپ میں سے وہ حکم سنوا دیں۔ دیدہ باید۔

۳۔ پھر مناظر اہل سنت والجماعت نے فرمایا کہ اگر کوئی تاکیدی یا ترغیبی حکم آپ پیش نہ کر سکیں تو لکھ دیں کہ ہم پیش نہیں کر سکے اور سچی بات کو ماننے میں جھجک محسوس نہ کریں یہ لکھ دینے کے بعد میرا ان سے یہ مطالبہ ہے اور پُرزور چیلنج ہے کہ وہ لوگ ہرگز ہرگز یہ بات ثابت نہیں کر سکتے کہ آنحضرت ﷺ کے تیئس سالہ دور نبوت میں آپ کے مقتدیوں نے آپ ﷺ کے پیچھے ایک دن، ایک ہی نماز کی، ایک ہی رکعت میں بلند آواز سے آمین کہی ہو۔

مولانا نے فرمایا کہ ایک بھی حدیث ایسی صحیح موجود نہیں ہے اور قرآن پاک، نبی پاک ﷺ اور زمانہ نبوت، ان مسکینوں کے سر پر ہاتھ رکھنے کو تیار نہیں ہیں۔ مولانا کا یہ ٹھوس مطالبہ بھی جھنگوی صاحب اور ان کے مقلدین پر قرض ہے۔ مولانا نے نہایت باوقار لہجے میں کہا کہ یہ

میرے اس مطالبے کو پورا کرنے کے لیے بخاری کی چوکھٹ پر جائیں گے، مگر وہاں سے دھکا دیئے جائیں گے، یہ مسلم کی دہلیز پر جائیں گے مگر نامراد واپس آئیں گے۔ یہ ترمذی، ابوداؤد، نسائی وغیرہ مقلدین آئمہ اربعہ کے سامنے دست سوال دراز کریں گے لیکن نہایت حسرت وافسوس کے ساتھ یہ پڑھتے ہوئے واپس پھریں گے۔

اے میرے باغ آرزو کیسا ہے باغ ہائے تو
کلیاں تو گو ہیں چار سو کوئی کلی کھلی نہیں

۴۔ پھر مناظر اھل سنت والجماعت نے نہایت واشگاف انداز میں فرمایا کہ جس طرح تئیس سالہ دور نبوت سے ان کا مذہب بیگانہ ہے، اسی طرح خلافت راشدہ سے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ ان میں سے کسی ایک خلیفہ راشد نے مقتدی ہونے کی صورت میں ساری عمر میں ایک ہی نماز کی، ایک ہی رکعت میں بلند آواز سے آمین کہی ہو۔ اور اگر ان سے ثابت نہ کرسکو اور ہرگز ہرگز ثابت نہ کرسکو تو کم از کم یہی ثابت کردو ان خلفائے راشدین، حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ ان میں سے کسی ایک ہی خلیفہ راشد کے کسی ایک ہی مقتدی نے، ایک ہی دن، ایک ہی نماز کی، ایک ہی رکعت میں بلند آواز سے آمین کہی ہو۔

مولانا نے فرمایا کہ میرا یہ مطالبہ بھی قیامت تک آپ کے ذمہ قرض رہے گا، چنانچہ واقعی ایسا کوئی ثبوت چھتوی صاحب اور مجاھد صاحب پیش نہ کرسکے۔ اگر کسی کو ذرہ بھر بھی شک ہو تو وہ ٹیپ سُن کر اس سے جواب تلاش کرے ہرگز نہ پائے گا۔

اس کے بعد مولانا نے فرمایا میں اپنے فاضل مخاطب سے درخواست کروں گا کہ جب قرآن پاک آپ کے سر پر ہاتھ رکھنے کو تیار نہیں۔ آنحضرت ﷺ کا کوئی تاکیدی یا ترغیبی حکم ثابت نہیں کرسکتے۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کے مقتدیوں خلفائے راشدین اور اُن کے مقتدیوں تک سے آپ کسی صحیح سند سے آمین بالجہر کا سنت مؤکدہ ہونا ثابت نہ کرسکو تو پھر ہر مسجد میں فتنہ فساد۔ اور مسلمانوں میں سر پھٹول کرانے کا آپ کے پاس کیا جواز ہے؟

۵۔ پھر مولانا نے امام کی آمین کا مسئلہ بیان فرمایا، اور آپ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے تیئیس سالہ دورِ نبوت میں اماموں کو مخاطب کر کے ایک دن بھی کوئی تاکیدی یا ترغیبی حکم آمین بالجہر کا نہیں دیا، اگر کوئی ایسا حکم موجود ہے تو پیش کرو اور منہ مانگا انعام لو۔ لیکن بخدا۔ آمین اور ٹیپ گواہ ہیں کہ چھتوی صاحب اور مجاہد صاحب ایسا حکم پیش کرنے میں سو فیصد ناکام ہے۔

۶۔ پھر مولانا نے فرمایا کہ اسی طرح خلافت راشدہ کے تیئیس سالہ دور میں کسی خلیفہ راشد کا یہ حکم نہیں دکھایا جا سکتا کہ وہ کسی کو امام مقرر کرتے وقت یہ حکم دیتے ہوں کہ تم آمین بالجہر کہنا، نہ ہی یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ ان چاروں خلفائے راشدین میں سے کسی ایک خلیفہ نے ساری عمر میں امام ہونے کی صورت میں ایک ہی دن، ایک ہی نماز کی، ایک ہی رکعت میں، ایک ہی دفعہ بلند آواز سے آمین کہی ہو۔ چنانچہ مناظرِ اہلِ سنت کا یہ مطالبہ بھی چھتوی صاحب پر قرض ہے۔

لطیفہ۔

اس مطالبے کے جواب میں مجاہد صاحب اور چھتوی صاحب نے مروان کا ذکر چھیڑا، نامعلوم وہ سچ مچ انہیں خلیفہ راشد مانتے ہیں یا ہوش و حواس بجا نہیں تھے۔

نوٹ،

ہم اپنے غیر مقلد دوستوں سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ چھتوی صاحب اور مجاہد صاحب کو قرض ادا کرنے کی احادیث یاد دلا کر قرض کی ادائیگی پر مجبور کریں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ مناظر اہل سنت کا قرض سر پر لیکر فوت ہو جائیں اور اُن کی نماز جنازہ پر یہ بحث اُٹھ کھڑی ہو کہ مقروض کے جنازہ کا کیا حکم ہے۔

۷۔ پھر مولانا نے یہ فرمایا کہ کتاب و سنت سے یہ بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ آنحضرت ﷺ نے امام ہونے کی حالت میں ہمیشہ ساری زندگی، سنت مؤکدہ جان کر نمازوں میں آمین بالجہر کہی ہو۔ افسوس کہ چھتوی صاحب یہاں بھی ناکام رہے۔

مناظر اھل سنت والجماعت نے اپنی تقریر میں ایسی منطقی ترتیب قائم کر دی کہ آپ کی ایک ایک بات دل ودماغ میں اترتی چلی گئی، دوران تقریر آپ کا لہجہ نہایت پُر وقار تھا۔ نہایت تحمل اور اطمینان سے تقریر فرمائی۔ سب نے آپ کے تحمل اور طرز استدلال پر داد دی۔

غیر مقلدوں کا رد عمل۔

کاش جس باوقار اور پُر سکون لہجہ میں مناظر اھل سُنت والجماعت نے تقریر فرمائی تھی۔ اسی پُر سکون انداز میں فریق مخالف بھی جواب دیتا، لیکن مولانا کا بیٹھنا تھا کہ مسجد میں قیامت کی ہلڑ بازی شروع ہوگئی۔ جناب چھتوی صاحب نے اور مجاھد صاحب نے اُٹھ کر شور مچانا شروع کر دیا بعض غیر مقلد اہل سنت والجماعت والوں سے دست وگریباں ہو گئے، گالی گلوچ سے بھی مسجد کے تقدس کو پامال کیا گیا۔ اور یہ دو چار منٹ کی بات نہ تھی پورا ایک گھنٹہ مسجد کبڈی کا میدان بنی رہی۔

سامعین میں سے عوام اور ان پڑھ لوگوں نے بھی چھتوی صاحب کو بار بار یاد دلایا کہ مولانا مسجد کے تقدس کا خیال فرمائیں، اس شور سے سامعین اتنے بددل ہوئے کہ بعض لوگوں نے چھتوی صاحب اور مجاھد صاحب سے ہاتھ جوڑ کر کہا جناب یہ آمین کا جھگڑا نماز کے متعلق ہے آپ کے اس شور سے تو ہم نماز سے ہی اُکتا گئے ہیں۔ خدارا ہمیں معاف رکھیں۔

ایک گھنٹہ کے شور کے بعد پتہ چلا کہ شور کا مقصد یہ تھا کہ ہم آمین پر مناظرہ نہیں کریں گے پہلے رکوع کی رفع یدین پر مناظرہ ہوگا، اس پر مناظر اھل سنت اور عوام نے بھی انہیں سمجھایا کہ خدا اور خدا کے رسول ﷺ نے آمین کو رکوع سے پہلے رکھ دیا ہے، مولوی امین نے نہیں رکھا، کہ آپ اھل سنت والجماعت کی ضد میں خدا اور رسول سے کیوں باغی ہو رہے ہیں؟ جب سب نے سمجھایا تو انہیں اپنے شور کی نامعقولیت سمجھ میں آئی، عوام نے یہاں تک کہا کہ مناظرہ نہیں کرنا تو بھاگ جاؤ مسجد کے تقدس کو کیوں پامال کرتے ہو۔ بلکہ ایک طرف سے تو ان کی شکست کے نعرے بھی لگنے شروع ہو گئے۔ تو اب مرتا کیا نہ کرتا چھتوی صاحب اور ان کے مقلدین بیٹھے۔

ان پاک اور مسئلہ آمین۔

اب خدا خدا کر کے غیر مقلدین کی طرف سے ماسٹر مولوی محمد یونس صاحب کو مناظر کھڑا
... یلن کیفیت یہ تھی کہ جیسے کسی امام کو قرآن پاک یاد نہ ہو مقتدیوں کو لقمے دینے پڑتے ہیں
... ہر تقریر میں چھتوی صاحب کو لقمے دینے پڑتے تھے کہ ہم نے آج تک کسی اناڑی سے امام
... اتنے لقمے لیتے نہ دیکھا۔

چاہئے تو یہ تھا کہ جواب اُسی ترتیب سے ہوتا جس ترتیب سے سائل نے سوال کئے تھے،
... شغب میں ناکام ہونے کے بعد اب وقت گزارنے کا ایک ہی طریق تھا کہ خلط مبحث کیا
... اور بات ایسی بے ربطی سے ہو کہ

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

کا سماں بندھ جائے۔

قرآن پاک سے استدلال،

چھتوی صاحب نے بوسیلہ مجاہد" سورۃ بنی اسرائیل کی آیت پڑھی۔

لا تَجهر بصلوٰتِکَ ولا تخافت بھا و ابتغ بینَ ذالک سبیلا۔

اپنی نماز میں جہر نہ کر نہ اخفاء کر اور درمیانی راستہ اختیار کر۔

دلیل یوں بیان فرمائی کہ آمین دُعا ہے، اور یہ آیت دعا کے متعلق نازل ہوئی ہے معلوم ہوا
... آمین درمیانی آواز سے کہنی چاہیے۔

صغریٰ۔

آمین دعا ہے۔

کبریٰ۔

دعا درمیانی آواز سے کہنی چاہیے۔

نتیجہ۔

آمین درمیانی آواز سے کہنا چاہیے۔مناظر اھل سنت نے فرمایا آپ کی دلیل کا صغریٰ مجھے بھی مسلم ہے، کہ آمین دعا ہے۔لیکن دلیل کا کبریٰ کہ دعا ہمیشہ درمیانی آواز سے کرنا مؤکدہ ہے یہ مجھے مسلم نہیں، اور پیش کردہ آیت میں دعا کا کوئی لفظ نہیں ہے۔آیئے قرآن پاک سے لفظ دعا تلاش کر کے اس کا حکم معلوم کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ادعو ربکم تضرعاً و خفیة انهُ لا یحب المعتدین(الا عراف)

اپنے رب سے دُعا کرو عاجزی اور آہستہ آواز سے بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ حد سے زیادہ گزرنے والے وہ ہیں جو جہری آواز سے دعا کرتے ہیں۔

(ابن ابی حاتم)

امام حسن بن علیؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آہستہ آواز سے دعا کرنا، بلند آواز سے دعا کرنے سے ستر گنا زیادہ افضل ہے۔

(معالم التنزیل)

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں ان رفع الصوت بالدعاء لبدعة بلند آواز سے دعا کرنا بدعت ہے۔

قرآن پاک کی اس آیت میں خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ دعا آہستہ کرو بلند آواز سے دعا کرنا حد شرعی کو توڑنا ہے۔

دوسری آیت،

اللہ تعالٰی فرماتے ہیں

ذکر رحمۃ ربک عبدہٗ زکریا اذ نادیٰ ربہٗ نداءً خفیا

یعنی یاد کرو اپنے پروردگار کی رحمت کو جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی، جب زکریا نے ندا کی بارگاہ میں آہستہ آواز سے دعا کی۔

امام نسفیؒ فرماتے ہیں کہ آہستہ دعا اور ذکر ریاکاری سے پاک ہوتے ہیں۔

تیسری آیت۔

صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ کیا اللہ تعالٰی نزدیک ہیں کہ ہم آہستہ آواز سے مناجات کریں یا دور کہ ہم زور زور سے پکاریں۔ تو اللہ تعالٰی نے فرمایا

اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (البقرہ)

جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق سوال کریں تو بے شک میں قریب ہوں دعا قبول کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب دعا کرے۔

چوتھی آیت۔

واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفۃً ودون الجہر من القول بالغدو والآصال. (الاعراف)

اور یاد کر اپنے رب کو اپنے نفس میں عاجزی کرتا ہوا، اور ڈرتا ہوا، نہ پکار بلند آواز سے صبح اور شام اور عشاء کو۔

غیر مقلدوں کے جد اعلیٰ فرماتے ہیں کہ یہ آیت دعا کے متعلق نازل ہوئی ہے اس میں کسی

کو اختلاف نہیں (نیل المرام ص ۱۷)

اس آیت میں صبح، شام، عشاء کی جہری نمازوں کا خاص طور پر ذکر آ گیا ہے کہ ان میں بھی دعا، اونچی آواز سے نہ ہو آہستہ دل میں کرو۔

احادیث سے ثبوت۔

(۵) بخاری، مسلم کی متفق علیہ حدیث میں ہے کہ غزوہ خیبر کے موقع پر بعض لوگوں نے جہراً تکبیر کہی تو آپ نے فرمایا ارحموا علیٰ انفسکم اپنی جانوں پر نرمی کرو انکم لا تدعون اصم ولا غائباً تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو، بلکہ اس کو پکار رہے ہو جو سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے، قریب ہے، اور تمہارے ساتھ ہے۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ دعا کے آہستہ کہنے کا حکم ہے خصوصاً جہری نمازوں میں۔

اسی لیے ہم تمام اہل سنت والجماعت نماز کے تمام اذکار اور دعائیں آہستہ کہتے ہیں یہی اصل سنت ہے، یہی خدا اور رسول ﷺ کا حکم ہے۔ آمین بھی چونکہ دعا ہے اس لیے بحکم خدا اور رسول ﷺ اسے بھی آہستہ کہنا ہی سنت ہے۔

اس کے بعد مولانا نے اس آیت کی وضاحت فرمائی کہ اس آیت میں دعا کا تو کوئی لفظ نہیں ہے، اور بخاری، مسلم کی متفق علیہ حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس آیت کا شان نزول یہ روایت کیا گیا ہے کہ مکہ میں آنحضرت ﷺ صحابہ کو با جماعت نماز پڑھاتے تو قرآن پاک بہت بلند آواز سے پڑھتے، مکہ کے مشرک قرآن سن کر قرآن پاک، خدا تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کو گالیاں دینا شروع کر دیتے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ لا تجهر بصلوتک اپنی قرأۃ کو اتنا اونچا نہ کرو کہ مشرک سن کر گالیاں دیں، ولا تخافت بها اور نہ اتنی آہستہ قرأۃ کرو کہ تمہارے بھی مقتدی نہ سن سکیں، وابتغ بین ذالک سبیلا قراءۃ درمیانی آواز سے پڑھا کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت خاص قرأۃ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور آمین قرأت

نہیں تو اس آیت کا آمین سے کوئی تعلق نہیں۔

الغرض قرآن پاک نے دعا کے آہستہ کہنے کا حکم دیا ہے نہ کہ جہر کا، اس لیے اھل سنت و الجماعت کا ہر جماعت میں آہستہ آواز سے آمین کہنا خدا اور رسول کے حکم کے موافق ہے۔ اور غیر مقلدین خدا اور رسول ﷺ کے باغی اور حد شرعی توڑنے والے ہیں۔

اس کے بعد مولانا نے پوچھا کہ اگر تمہارا عقیدہ یہی ہے کہ ہر دعا بلند آواز سے کرنا سنت موکدہ ہے تو بتاؤ۔ جب تم بیت الخلاء جاتے ہو یا آتے ہو تو دعا بلند آواز سے کرتے ہو کہ بیت الخلاء گونج جائے۔ جب تم مسجد میں داخل ہوتے ہو یا جاتے ہو تو کیا سب اتنی بلند آواز سے دعا کرتے ہو کہ مسجد گونج جائے۔ نماز شروع کرتے وقت انی وجھت .... الخ پڑھتے ہو۔ نماز کے اندر اللھم باعد بینی ...... الخ پڑھتے ہو رکوع کے وقت اللھم قومہ و جلسہ کی دعائیں۔ تشہد کی دعائیں، دعائے قنوت یہ اتنی بلند آواز سے پڑھتے ہو کہ مسجد گونج جائے؟

مولانا ایک ایک دعا کے متعلق پوچھتے تھے کہ یہ دعا بلند آواز سے پڑھتے ہو۔ وہ لوگ ہاتھ بلند کریں جو بلند آواز سے پڑھتے ہیں، ہر طرف سناٹا طاری تھا۔ کوئی ہاتھ کھڑا نہ ہوتا تھا۔

پھر مولانا نے پوچھا اچھا یہ بتاؤ کہ کیا آپ کے نزدیک صرف آمین چھ رکعتوں میں ہی دعا ہے؟ جب اکیلے نماز پڑھتے ہو تو آمین آہستہ آواز سے کہتے ہو۔ امام اور مقتدی بھی گیارہ رکعتوں میں آمین آہستہ کہتے ہیں۔ جب آپ خود ہی جہر سے اتنے باغی ہیں، تو دوسروں کو اس بات پر کیوں بھڑکاتے ہو۔

مولانا نے آخر میں پھر فرمایا کہ حضرات ایک بات پر تو فریقین کا اتفاق ہے کہ آمین، دعا ہے اب جس طرح میں نے خاص دعا کے متعلق اخفاء کا حکم قرآن سے دکھلا دیا، اور اپنا عمل بھی اس کے متعلق ثابت کر دیا اسی طرح میں اپنے فاضل مخاطب سے بھی یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ خاص دعا کے لفظ سے خدا اور رسول کا حکم دکھائیں، اور وہ حکم بھی ان آیات اور احادیث کے بعد کا ہو اور

پھر اس کے موافق اپنا عمل ثابت کریں۔ یعنی سب دعائیں بلند آواز سے شروع کریں، اور اگر نہ دکھا سکیں إِنَّمَا اللَّهُ الْعَزِيزُ ہرگز نہ دکھا سکیں گے، تو میں گزارش کروں گا کہ صرف ضد کی وجہ سے خدا اور رسول کے حکموں سے بغاوت نہ کریں۔ میری پیش کردہ آیات قرآنی کے مطابق آمین آہستہ کہنا شروع کردیں۔

افسوس ہے کہ اس کے بعد سارے مناظرے میں چھتوی صاحب اور مجاہد صاحب نے بھولے سے بھی قرآن پاک کا نام تک نہ لیا اور نہ ہی مولانا کی پیش کردہ آیات کا کوئی جواب دیا۔ قرآن پاک سے انحراف کی اس سے زیادہ شرمناک مثال شاید ہی کوئی اور مل سکے۔

اگر چھتوی صاحب یا ان کے مقلد کو کوئی شک ہو تو وہ آئے اور ٹیپ سے اس کا جواب نکال دے، ہم تو صرف یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ضد اور تعصب سے محفوظ رکھیں، کیونکہ یہ ایک ایسا زنگ ہے جو دل و دماغ کے پرزوں سے قبول حق کی صلاحیت چھین لیتا ہے۔

احادیث میں بد دیانتی کی شرمناک مثال۔

مناظر اہل سنت نے چیلنج کیا تھا کہ کوئی شخص یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے تئیس سالہ دور میں ایک دفعہ بھی مقتدیوں کو آمین بالجہر کی تاکید فرمائی ہو، یا ترغیب دی ہو۔ چھتوی صاحب، مجاہد صاحب کوئی ایسا حکم نہ دکھا سکے۔ پھر مناظر اہل سنت کا چیلنج تھا کہ وہ کسی صحیح حدیث سے یہ بھی ثابت نہیں کرسکتے کہ آنحضرت ﷺ کے مقتدیوں نے پورے ۲۳ سالہ دور نبوت میں کبھی ایک دن ہی، ایک ہی نماز کی، ایک ہی رکعت میں، ایک ہی دفعہ آمین بالجہر کہی ہو۔ اس کے جواب میں چھتوی صاحب نے بوسیلہ "مجاہد" ایک حدیث بیان کی اور بڑے فخر سے کہا میں مسجد کے سائے میں کھڑا ہو کر یہ حدیث سناتا ہوں، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھائی اور سورۃ فاتحہ کے بعد بلند آواز سے آمین کہی، پھر صحابہؓ نے آمین کہی، تو مسجد گونج گئی۔ پھر اس پر غیر مقلدوں کی طرف سے اپنے مناظر کو خوب داد دی گئی۔

مناظر اہل سنت نے حدیث کی کتاب سنن ابن ماجہ کا ص ۶۲ نکال کر صدر مناظرہ کے

نے بڑھا دیا۔ جس میں حدیث اس طرح تھی:

حدثنا محمد بن بشار ثنا صفوان بن عیسیٰ حدثنا بشر بن رافع عن ابی عبد اللہ بن عم ابی ھریرہؓ عن ابی ھریرہؓ قال ترک الناس التامین و کان رسول اللہ ﷺ اذا قال غیر المغضوب علیھم ولاالضالین قال آمین، حتیٰ یسمعھا اھل الصف الاول فیر تج به المسجد.

مناظر اہل سنت نے فرمایا کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی بشیر بن رافع ہے۔ امام بخاری، ترمذی، نسائی، احمد، ابن معین ابن حبان چھ محدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ امام ابن حبانؒ تو فرماتے ہیں یروی اشیاء موضوعة کہ وہ بالکل جھوٹی روایتیں بیان کرتا ہے۔

(میزان الاعتدال)

علامہ ابن عبدالبرؒ کتاب انصاف میں فرماتے ہیں کہ تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ اس کی حدیث سے دلیل نہ لی جائے، بلکہ اس کی حدیث پھینک دی جائے۔

مولانا نے فرمایا کہ میرے فاضل مخاطب کو زیب نہ دیتا تھا کہ ایسی متفقہ جھوٹی روایت کو بیان کرتا۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ روایت پڑھنے سے ثابت ہوا کہ ان کے پاس جھوٹ کے سوا کچھ بھی نہیں۔

(۲) دوسری بات یہ ہے اس سند میں دوسرا راوی ابی عبداللہ بن عم ابی ھریرہؓ ہے اس کے متعلق میزان الاعتدال میں لکھا ہے لایعرف کہ یہ شخص مجہول ہے۔ افسوس کہ مولوی صاحب نے اصول حدیث محدثین سے بغاوت کر کے مجہول کی روایت کا سہارا لیا۔

اس روایت کا پہلا جملہ یہ تھا قال ابو ھریرہؓ ترک الناس التامین کہ حضرت ابو ھریرہؓ کہتے ہیں کہ تمام لوگ، صحابہ و تابعین بلند آواز سے آمین کہنا چھوڑ چکے ہیں۔ حضرت ابو

هریرہؓ کی وفات ۵۹ھ میں ہوئی اس قول سے معلوم ہوا کہ ۱۰ھ تک دور نبوت سے ۴۰ھ تک دور خلافت راشدہ ۵۹ھ تک یعنی اس سے بھی انیس سال بعد تک، حضرت ابوھریرہؓ کو ایک شخص بھی آمین بالجہر کہنے والا نہ ملا تھا، تو صحابہ و تابعین کا بالا جماع آمین بالجہر کو ترک کر دینا، زبردست دلیل ہے کہ صحابہ کرام و تابعین میں سے ایک شخص بھی آمین بالجہر کو سنت مؤکدہ نہ جانتا تھا۔

مناظر اھل سنت نے بتایا کہ جناب یونس صاحب نے حدیث پڑھتے وقت یہ فقرہ حدیث شریف سے چھوڑ دیا تھا۔ اور مولوی صاحب نے حدیث میں تحریف کرتے وقت نہ خدا کا خوف کیا نہ مسجد کے تقدس کا خیال فرمایا۔ مجاہد صاحب کی اس حرکت پر غیر مقلد تو شرم سے سر جھکائے بیٹھے تھے پھتوری صاحب کو بھی پسینہ آرہا تھا۔ اور سامعین توبہ توبہ پکار رہے تھے۔

(۴) مناظر اھلسنت نے بیان کیا کہ اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے آمین کہی،

حتیٰ یسمع من یلیه من الصف الاول

کہ پہلی صف کے صرف ایک آدمی نے سنی، جو بالکل آپ کے قریب تھا۔

اتنی آواز کو عرف عام یا عرف شرع میں جہر نہیں کہتے دیکھو۔ اگر امام قرأت یا تکبیرات انتقالات صرف اتنی آواز سے کہے کہ صرف ایک آدمی آواز سنے اور کسی کو سنائی نہ دے تو اس کو جہر نہیں کہتے۔

(۵) فیرتج به المسجد پھر مسجد گونج گئی۔ مولانا نے بتایا یہ حدیث اس جھوٹی سند کے ساتھ ابوداؤد صفحہ ۱۹۱ اور مسند ابویعلی میں بھی ہے، لیکن ان دونوں کتابوں میں نہ مقتدیوں کا ذکر ہے، نہ آمین کا۔ یہ مسجد کی گونج کا جملہ تو پرلے درجہ کا منکر ہوا۔

پھر ابن ماجہ میں بھی مقتدیوں کا کوئی ذکر نہیں صرف آنحضرت ﷺ کا ذکر ہے کہ آپ نے آمین کہی پھر پہلی صف والے نے سنی پھر مسجد گونج گئی۔

(۶) پھر مولانا نے فرمایا کہ یہ حدیث عقل و مشاھدہ کے بھی خلاف ہے کیونکہ گونج ہمیشہ

... اور گنبد دار عمارت میں پیدا ہوتی ہے اور آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں مسجد نبوی نہ پختہ تھی نہ گنبد ... تھی کھجور کے تنے کھڑے کر کے ان پر کھجور کی شاخیں رکھی ہوئی تھیں جیسے چھپر ہوتے ہیں۔

مولانا نے سامعین سے پوچھا آپکے علاقہ میں تو چھپر عام ہیں، دو آدمی ہاتھ کھڑا کریں ... نے چھپر میں آواز کو گونجتے سنا ہو، سب کہنے لگے کبھی بھی نہیں۔ تو مولانا نے فرمایا یہ اس ... کے جھوٹے ہونے کی زبردست دلیل ہے۔

(۷) پھر مولانا نے فرمایا اگر غیر مقلد خوانخواہ سینہ زوری سے کہیں کہ اس جملہ ... مقتدیوں کی آمین ہی مراد ہے تو پھر بھی یہ جملہ قرآن پاک کے خلاف ہوگا، کیونکہ اس کا مطلب ... ہوگا کہ حضور ﷺ کے مقابلے میں صحابہ کرام بلند آواز سے آمین کہتے تھے اور قرآن پاک میں صاف حکم ہے کہ اے ایمان والو تم نبی پاک ﷺ کی آواز سے زیادہ بلند آواز نہ کرو، ورنہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں گے۔

مولانا نے عوام سے پوچھا کیا آپکا ایمان یہ کہتا ہے کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کے مقابلے میں آواز بلند کر کے ساری عمر کی نمازیں ضائع کرتے رہے اور پھر حضور ﷺ کے بعد سرے سے آمین ہی چھوڑ گئے۔

مولانا نے فرمایا دیکھو غیر مقلدوں نے قرآن پاک کی صاف وصریح آیات کو چھوڑا احادیث صحیحہ سے منہ موڑا۔ عقل سے بھی جنگ مول لی کہ چھپروں میں گونج پیدا کرنے لگے، تمام صحابہ کی نمازوں کو باطل ثابت کرنے کا منصوبہ بنایا۔ تمام صحابہ وتابعین کو تارک سنت مؤکدہ بتایا۔ اور جھوٹی حدیث پر دھونی رمائی، وہ بھی آدھی پڑھی آدھی چھوڑی، اس لیئے مجھے کہنا پڑا

؎ در کفر ہم ثابت نئی زنار را رسوا مکن

جب مولانا نے ان کے جھوٹ اور فریب کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا تو غیر مقلد یوں بیٹھے تھے جیسے سانپ سونگھ گیا ہو، چھتوی صاحب اور مجاہد صاحب آخر دم تک جھوٹ اور فریب کے اس داغ کو نہ دھو سکے۔

مولانا نے فرمایا کہ اس جھوٹ کے علاوہ مقتدیوں کی آمین بالجہر کے متعلق ان کے پاس کچھ بھی نہیں۔

ایک اور حدیث میں خیانت

غیر مقلد مناظر نے ابن ماجہ ص ۶۲ سے ایک ہی روایت پڑھی، کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا یہودی تمہاری آمین سن کرتم پر حسد کرتے ہیں۔اس پر بھی غیر مقلدین نے خوب خوشی کے نعرے لگائے، گویا حنفی مسلمانوں کو یہودی ثابت کرنا بڑی فتح تھی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ راجِعُون.

لیکن جب مناظر اہل سنت نے بتایا کہ

اولاً۔

تو یہ حدیث ضعیف ہے۔

ثانیاً۔

غیر مقلد مناظر نے جو کہا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا یہودی آمین سن کر حسد کرتے ہیں یہ سن کر کا لفظ حدیث کے کسی لفظ کا ترجمہ نہیں ہے یہ مولوی صاحب نے آنحضرت ﷺ پر صاف جھوٹ بولا ہے۔

پھر مناظر اہل سنت نے کتاب صدر کے سامنے رکھی اور بتایا کہ اس حدیث میں کوئی جہر کا لفظ نہیں ہے۔نیز اسمیں آمین کے ساتھ سلام، کا لفظ بھی ہے اور اسی روایت میں سنن کبریٰ نے ربنا لک الحمد بھی روایت کیا ہے۔گویا پوری حدیث یوں ہوئی کہ یہود تم سے آمین، سلام اور ربنا لک الحمد کے بارے میں حسد کرتے ہیں، لیکن غیر مقلد مناظر نے اس حدیث میں یہ خیانت کی کہ آنحضرت ﷺ کے فرمودہ الفاظ سلام اور ربنا لک الحمد کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے، پھر مولانا نے عوام سے پوچھا کہ یہ لوگ نماز میں ربنا لک الحمد اور سلام بھی بلند آواز سے

... ہیں؟ سب کہنے لگے بالکل نہیں۔ مولانا نے فرمایا اس حدیث میں نہ مقتدیوں کا ذکر ہے نہ ... اس حدیث کا پیش کرنا اور خیانتیں کرنا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا میں اتنا حسد ہے کہ وہ ... پنے بھی نہیں دیتا کہ دلیل اور دعویٰ میں کوئی مطابقت بھی ہے یا نہیں۔

اس کے بعد مولانا نے مسکراتے ہوئے فرمایا، دیکھو ہم لوگ آمین آہستہ کہتے ہیں لیکن یہ ... ہم سے کتنا حسد کرتے ہیں تقریریں کرتے ہیں۔ رسالے لکھتے ہیں۔ مناظرہ، فتنہ فساد کرتے ... اور دیکھیے حسد میں آ کر نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بول رہے ہیں، قرآن پاک چھوڑ رہے ہیں۔

اور اس فرقہ کا تو خمیر ہی حسد سے اٹھا ہے، فقہاء عموماً اور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کے خلاف ... ات حسد کی بھٹی میں جلتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ

غیر مقلد مناظر اہل سنت کی چوکھٹ پر

مناظر اہل سنت کے سامنے غیر مقلدین کی بے بسی قابل دید تھی وہ مقتدیوں کے بلند آواز سے آمین کہنے کے متعلق،

(۱) نہ تو آنحضرت ﷺ کا کوئی تاکیدی حکم دکھا سکے تھے۔

(۲) نہ ہی کوئی ترغیب اور مزید ثواب دکھا سکے تھے۔

(۳) نہ ہی خود آنحضرت ﷺ سے یہ ثابت کر سکے تھے کہ حضور ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت صدیق اکبرؓ کے پیچھے جو نمازیں ادا فرمائیں ان نمازوں میں آنحضرت ﷺ نے مقتدی ہونے کی حالت میں بلند آواز سے آمین کہی ہو۔

(۴) نہ ہی آنحضرت ﷺ کے مقتدیوں کا آپ ﷺ کے پیچھے بلند آواز سے آمین کہنا ... صحیح حدیث سے ثابت کر سکے۔

(۵) نہ ہی کسی خلیفہ راشدؓ سے بہ حالت مقتدی آمین بالجہر کا ثبوت دکھا سکے۔

(۶) نہ ہی خلفائے راشدین کے کسی مقتدی سے آمین بالجہر کا ثبوت دکھا سکے۔

(۷) بلکہ اپنی ثابت کردہ روایت سے یہ ثابت کر بیٹھے ۵۹ھ تک ایک شخص بھی بلند آواز سے آمین کہنے والا دیکھنے میں نہ آیا۔

تو حجاج بن یوسف کے زمانے کا ایک واقعہ پیش کیا۔ کہ

امّن ابن الزبیر و امّن من خلفه حتیٰ ان للمسجد للجة (بخاری)

ابن زبیر نے آمین کہی اور آپ کے مقتدیوں نے بھی، یہاں تک کہ مسجد بھی گونج گئی بخاری نے اسکی کوئی سند بیان نہیں کی، البتہ مصنف عبدالرزاق میں اس کی سند ہے جس کا راوی ابن جریج ہے۔ مناظر اہل سنت نے بتایا کہ اس شخص نے نوے عورتوں سے متعہ کیا تھا۔

(میزان الاعتدال ص)

سامعین یہ سن کر توبہ توبہ کر اٹھے کہ نوے عورتوں سے متعہ یہ تو شیعوں سے بھی بڑھ گئے، خدا کی پناہ۔ آہ! جو لوگ خلافت راشدہ کو بیس تراویح اور آذان جمعہ میں چھوڑ چکے ہیں۔ وہ قرآن و حدیث، نبوت و خلافت راشدہ کے خلاف ایک متعہ کرنے والے کی چوکھٹ چاٹ رہے ہیں۔ آہ! یہ کتنا بڑا المیہ تھا کہ قرآن و حدیث کو متعہ خانے کے دروازے پر ذبح کیا جارہا ہے۔

غیر مقلد مناظرین قرآن وحدیث کے خلاف قیاس پر اتر آئے۔

غیر مقلد مناظرین کی بے بسی کی انتہا ہوگئی، جب انہوں نے دیکھا کہ قرآن و حدیث ہمارے سر پر ہاتھ رکھنے کو تیار نہیں۔ نبوت و خلافت کی بارگاہ میں ہمیں باریابی نصیب نہیں۔ اور لوگوں نے جب متعہ خانے سے ہمیں اپنی اصلی شکل میں دیکھ کر تالیاں پیٹیں، تو ہماری جگ ہنسائی میں کیا کسر رہی۔

لیکن خدا بچائے ضد اور تعصب سے اور فقہاء کے بغض سے کہ آخر میں قرآن و حدیث کے خلاف قیاس پر ڈٹ گئے۔ قرآنی حکم سن چکے تھے کہ دعا آہستہ کرو۔ یہ مان چکے تھے کہ آمین دعا ہے، لیکن کہنے لگے کہ امام اونچی آواز سے آمین کہتا ہے۔ مقتدی کو بھی اس کی تقلید کرنا

[illegible] امام اونچی پڑھے وہ مقتدی بھی اونچی پڑھے۔

لیکن مناظر اھل سنت نے ان کے اس شیطانی قیاس کے بھی پرخچے فضائے آسمانی [illegible] دیے۔ مولانا نے فرمایا۔ امام کا بلند آواز سے کہنا تو ابھی ثابت نہیں کر سکے اور اس پر قیاس [illegible] میں تلوار چلانے لگے ہو۔

مولانا نے پوچھا امام اللہ اکبر بلند آواز سے کہتا ہے یا آہستہ آواز سے؟ سب نے کہا بلند [illegible]۔ مولانا نے پوچھا کیا مقتدی بھی بلند آواز سے کہتا ہے؟ سب نے کہا بالکل [illegible] مولانا نے پوچھا امام سورۃ فاتحہ۔ سورۃ۔ سمع اللہ لمن حمدہ اور سلام سب کچھ اونچی [illegible] ہے یا مقتدی بھی یہ سب کچھ اونچی آواز سے پڑھتے ہیں؟ سب نے کہا بالکل نہیں مولانا نے [illegible] یہ قیاس شرعی نہ ہوا شیطانی ہوا۔

الغرض مقتدیوں کی آمین بالجہر کے مسئلے میں [illegible] بھی دلیل بیان نہ کر سکے۔ ہم غیر [illegible] دوستوں سے اپیل کرتے ہیں، کہ تمہارے مقتدیوں کی آمین کا مسئلہ تمہارے وکیلوں سے [illegible] نہیں ہو سکا، ان سے ہمارے سوالات کا جواب دلا دیں۔

مناظر اھل سنت نے امام کی آمین کے مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم اھل [illegible] والجماعت اور غیر مقلدین کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ آمین دعا ہے۔ اور آپ خدا کا حکم [illegible] چکے ہیں کہ،

(۱) دعا کرو اپنے رب سے عاجزی سے اور خفیہ (آہستہ آواز سے) بے شک اللہ تعالی [illegible] سے گزرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔

﴿الاعراف ع ٦﴾

اب غیر مقلد مناظر صاحب اسکے مقابلہ میں قرآن پاک سے ہی خدا کا کوئی ایسا حکم دکھا [illegible] جس میں ہو کہ چھ جہری رکعتوں کی آمین دعا سے خارج ہے۔

(۲) آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اپنی جانوں پر نرمی کرو۔ تم کسی گونگے اور بہرے خدا کو

نہیں پکارتے وہ قریب ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

خیر الدعاء الخفی رواہ ابن حبان فی صحیحہ

﴿بحرالرائق ص ۳۲۶ ج ۲﴾

اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

دعوۃفی السر تعدل سبعین دعوۃفی العلانیہ رواہ ابو الشیخ بسندصحیح کمافی العزیزی۔

﴿۲۶۰ ج ۲﴾

ایک آہستہ دعا ستر بلند دعاؤں کے برابر ہے۔

کیا کوئی شخص یہ ثابت کرسکتا ہے، حضور اقدس ﷺ نے چھ رکعت کی آمین کو ان احکام سے مستثنیٰ فرمایا ہو۔

(۳) کوئی غیر مقلد آنحضرت ﷺ کا ایسا حکم نہیں دکھا سکتا، جس میں حضور ﷺ نے امام کو چھ رکعتوں میں جہر کرنے کی تاکید فرمائی ہو یا ترغیب دی ہو۔

(۴)عن وائل بن حجر ؓ قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ فسمعتہ حین قال غیر المغضوب علیھم ولاالضالین قال آمین و اخفیٰ بھا صوتہ۔

(دارقطنی ص ۱۳۴)

حضرت وائل بن حجرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اقدس ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی میں نے سنا کہ آپ نے غیر المغضوب علیھم ولاالضالین، پڑھا اور اسکے بعد آپ نے آمین کہی اور اپنی آواز کو بالکل چھپالیا۔

(۵) حضرت وائلؓ کی روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں،

قال آمین و خفض بھاصوتہ

(ترمذی ص ۶۳)

(۶) حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی آپ ولا الضالین کے بعد آمین کے وقت یخفض بھا صوتہ اپنی آواز آہستہ کر لیتے تھے۔

(مستدرک حاکم ص ۲۳۲ ج ۲)

امام حاکم اور علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(۷) طریق سفیان،

حدثنا وکیع ثنا سفیان عن سلمتہ بن کھیل عن حجر بن عنبس عن وائل بن حجر ﷺ قال سمعت رسول اللہ ﷺ اذا قراء ولاالضالین فقال آمین وخفض بھا صوتہ.

(ابن ابی شیبہ ص)

حضرت وائل بن حجرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ نے ولاالضالین پڑھا اور آمین کے ساتھ اپنی آواز کو پست کر لیا۔

سفیان کا مذہب، غیر مقلدوں کے مورث اعلیٰ جناب ابن حزم لکھتے ہیں۔

ان السفیان الثوری و ابا حنیفۃ یقولان ان الامام یقولھا سراً ذھبو الی تقلیدعمر بن الخطاب ﷺ و ابن مسعود ﷺ

(محلی ابن حزم ص ۲۶۴ ج ۳)

بے شک سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے تھے امام آہستہ آمین کہے اور اس مسئلے میں انہوں نے حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی تقلید کی ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ آمین آہستہ کہا کرتے تھے۔ خاص ان رکعتوں میں جن میں قرأۃ بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

(۷) حضرت سمرہ بن جندبؓ فرماتے

انہ حفظ عن رسول اللہ ﷺ سکتین سکتۃ اذا کبرو

سکتۃ اذافرغ من قرأۃ غبرا لمغضوب علیھم و لاالضالین

کہ میں نے حضور ﷺ کے اس فعل کو خوب حفظ کرلیا تھا کہ آپ ایک سکتہ پہلی تکبیر کے بعدفرماتے تھے اوردوسرا و لاالضالین کے بعد۔

اس بات کی تصدیق حضرت ابی بن کعب نے بھی فرمادی۔ان سمرۃ قد حفظ کہ واقعی سمرہ ؓ نے ٹھیک یادرکھا۔

(ابوداؤد۔ترمذی۔ابن ماجہ)

(۹) عن عبداللہ بن مسعودؓ ان رسول اللہ ﷺ کان اذا کبر سکت ھنیۃ واذاقال غیر المغضوب علیھم ولاالضالین سکت ھنیۃ واذانھض فی الرکعۃ الثانیۃ لم یسکت وقال الحمد للہ رب العلمین.

(مصنف ابن ابی شیبہ ص)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ جس وقت تکبیر کہتے تھوڑا سا سکتہ کرتے اور جب غیر المغضوب علیھم و لاالضالین کہتے پھربھی تھوڑا سا سکتہ کرتے تھے اور جب دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے تھے تو سکتہ نہ کرتے تھے بلکہ کہتے تھے الحمدللہ رب العلمین.

ان دونوں حدیثوں میں دو سکتوں کا ذکر ہے پہلا سکتہ ثنا کے لئے ہے، جس میں ثنا پڑھی جاتی ہے، دوسرا سکتہ و لاالضالین کے بعد آمین کے لیے ہے۔کہ امام ومقتدی دونوں آہستہ آمین کہیں اوردوامی طور پر ایسا ہی کریں۔

غیرمقلد ایک سکتے پر تو عمل کرتے ہیں، باقی آدھی حدیث چھوڑ دیتے ہیں۔ ہمارا دعا

۔ اللہ تعالیٰ ان کو پوری حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ حدیث میں حفظ کا لفظ ہے
۔ یہ دونوں صحابہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کا دائمی عمل ہے اور اس کے خلاف اگر کوئی
کرے تو وہ غیر محفوظ ہے، اور اس میں کـــان اور اذا بھی ہے جو جناب چھتوی صاحب کے
یک قضیہ شرطیہ متصلہ ہے اور دوام پر نص ہے۔

(۱۰) حدیث متفق علیہ میں حضور ﷺ نے فرمایا فرشتے بھی ولا الضالین کے بعد آمین
کہتے ہیں، جو ان کے موافق آمین کہے اس کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں
(بخاری ص ۱۰۸ ج ۱ مسلم ص ۱۷۶ ج ۱)

اور ظاہر ہے کہ پوری موافقت آہستہ آمین کہنے میں ہے، کیونکہ فرشتوں نے کبھی بلند آواز
سے آمین نہیں کہی۔

خلفائے راشدین۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اس
لیے آیئے ہم دیکھیں کہ خلفائے راشدین کس طریقہ پر کاربند رہے۔

عن ابی وائل قال لم یکن عمر رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ یجھران
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بالتامین۔

رواہ الطبرانی فی الکبیر (مجمع الزوائد ص ۱۸۵ ج ۱)

ان ہی سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تین چیزیں بلند آواز
سے نہ کہتے تھے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اعوذ باللہ۔ آمین ان روایات سے معلوم ہوا کہ
دور خلفائے راشدین میں بھی آمین آہستہ ہی کہی جاتی تھی۔ اور کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا تھا کہ
دور خلافت راشدہ میں کسی ایک خلیفہ راشد، یا کسی وسیع تر حکومت اسلامیہ کی کسی ایک مسجد میں، کسی
ایک امام نے، کسی ایک ہی دن، ایک ہی نماز میں، ایک ہی دفعہ بلند آواز سے آمین کہی ہو۔ غیر
مقلد بھی اعوذ باللہ آہستہ کہتے ہیں لیکن باقی حدیث پر عمل نہیں کرتے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کو معیار حق قرار دیا ہے اور نجات پانے والے گروہ کی علامت ہی یہ بیان فرمائی ہے۔ ما انا علیہ و اصحابی یعنی صراط مستقیم وہی ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں، اسلئے ہم اھل سنت والجماعت کہلاتے ہیں کہ ہم نبی کی سنت اور صحابہ کے مسلک کے پیروکار ہیں ہم نبی ﷺ کو صحابہؓ کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔ اگرچہ بعض لوگوں نے پہلے صحابہ اور اھل بیت میں اختلاف کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن فرقہ غیر مقلدین نے صحابہؓ اور رسول پاک ﷺ میں اختلاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً ان کا خیال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صرف آٹھ رکعت تراویح پر مواظبت فرمائی ہے، مگر صحابہ نے آٹھ کی بیس بنالیں۔ حضور ﷺ کی نماز جمعہ میں ایک آذان کا اضافہ کر دیا، جو معاذ اللہ بدعت وضلالت ہے۔ آنحضرت ﷺ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک گنتے تھے مگر صحابہ نے تین کو تین شمار کرنا شروع کر دیا، وغیرہ۔

انکا یہ اعتقاد ہے کہ صدیق اکبرؓ نے نامزدگی خلیفہ کی بدعت ایجاد کی۔ فاروق اعظمؓ کے دور میں بیس رکعت تراویح کی گمراہی پھیلی، حضرت عثمانؓ کے دور میں جمعہ کی آذان کا اضافہ ہوا اور حضرت علیؓ نے اپنی خلافت کے خلاف شورش ختم کرنے کے لیے گاؤں میں نماز جمعہ کی فرضیت کے خاتمہ کا حکم جاری کر دیا۔

اس کے برعکس اہل سنت والجماعت صحابہؓ یا رسول ﷺ میں کسی خانہ جنگی یا مخالفت کا تصور بھی نہیں کرتے۔ اس لیے اس مسئلہ پر بھی خلفائے راشدینؓ کے بعد صحابہؓ و تابعین کا مسلک بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت علامہ ابراہیم نخعیؒ صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں ہی پیدا ہوئے اور ۹۵ھ میں دور صحابہ میں ہی وصال فرمایا۔ آپ نے دور صحابہ میں فتویٰ دیا۔

عن ابراھیم قال خمس یخفیھن الامام سبحانک اللھم وبحمدک والتعوذ وبسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وآمين وربنا لك الحمد رواه عبد الرزاق واسناده صحيح (آثار السنن ص ٩٩ ج ١) و رواه ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم. اربع عبر الأخر (مسند امام اعظم ص ٣٢٢ ج ١)

امام پانچ چیزیں آہستہ آواز سے کہے

(۱) سبحانک اللھم و بحمدک (۲) تعوذ (۳) تسمیہ (۴) آمین (۵) ربنا لک الحمد۔

حضرت علامہ نے یہ فتویٰ دیا، دور صحابہ میں یہ صادر فرمایا؟ کسی ایک صحابی یا کسی ایک تابعی نے اس فتویٰ کے خلاف آواز بلند نہ فرمائی؟ نہ کسی مسجد میں لڑائی ہوئی؟ نہ کوئی مناظرہ کا چیلنج دیا گیا؟ اور نہ ہی کوئی رسالہ اس کے خلاف لکھا گیا۔ گویہ ۹۵ھ تک آمین بالجہر کے سنت مؤکدہ ہونے کا ایک متنفس بھی قائل نہ تھا۔

خیر القرون اور اسکی حدود،

مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے اپنی کتاب تاریخ اہل حدیث میں خیر القرون کی حدود حسب ذیل بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ ۱۱ھ میں زمانہ نبوت

۲۔ ۱۱۰ھ تک زمانہ صحابہ

۳۔ ۱۷۰ھ تک زمانہ تابعین

۴۔ ۲۰۴ھ یا ۲۲۰ھ تک تبع تابعین۔

اب آیئے خیر القرون میں بھی اس مسئلہ کی نوعیت دیکھیں۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ میں وصال فرمایا۔ آپ ساری عمر آہستہ آمین کہنے کا فتویٰ دیتے رہے۔

(موطا امام محمد)

امام مالکؒ ۹۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ میں وصال فرمایا، آپ بھی آہستہ آمین کہنے کے قائل تھے۔

(المدونۃ الکبریٰ لمالک ص ۷۳ ج۱)

امام شافعیؒ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۴ھ میں وصال فرمایا، دور تبع تابعین ختم ہو گیا آپ مقتدیوں کو آہستہ آمین کی تلقین فرماتے تھے۔

(کتاب الامام ص ۹۵ ج۱)

الغرض دور نبوت، دور خلافت راشدہ، دور صحابہ ما بعد خلافت راشدہ، تابعین، اور تبع تابعین کے دور میں آہستہ آمین کو ہی سنت مانا جاتا تھا اسی پر عمل تھا۔ کوئی شخص اس سنت کا منکر نہ تھا نہ کوئی آہستہ آمین کہنے کو سنت کا مخالف کہتا تھا اور نہ ہی کوئی یہودی کے لقب سے یاد کرتا تھا۔ اور یہی اصل کتاب وسنت سے ثابت ہوتی ہے۔

ھم غیر مقلد دوستوں سے گذارش کرتے ہیں کہ خدارا ضد اور تعصب کو دل سے نکال کر اپنے وکلاء جناب چھتوی صاحب اور مجاھد صاحب سے مطالبہ کریں وہ بھی کتاب اللہ، حدیث رسول اللہ، خلافت راشدہ اور قرون ثلاثہ سے ہماری طرح سند وار آمین بالجہر کے تاکیدی ترغیبی احکام اور سنت مؤکدہ ہونا ثابت کریں، اور ثبوت ہمیں بھی لا کر دکھائیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ مجھے یہی کہنا پڑے گا۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

غیر مقلد مناظرین کتاب وسنت کے خلاف مسلک پڑھتے رہے اور ایک دو ضعیف روایات کا سہارا لیا ان روایات میں نہ تو

ا۔ آنحضرت ﷺ کا کوئی تاکیدی حکم تھا، نہ ہی ترغیبی حکم، کہ آمین بالجہر کہنا سنت مؤکدہ ہے یا کم از کم مستحب ہے اور آمین بالجہر کہنے پر اتنا ہی ثواب مذکور ہوتا جتنا مسواک کرنے، اشراق

ا ، ا از پڑھنے پر۔

۲۔ نہ ہی ان میں یہ ذکر تھا کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ آمین بلند آواز سے کہتے تھے۔

۳۔ نہ ان احادیث میں یہ ذکر تھا کہ یہ آمین بالجہر صرف چھ رکعتوں کے ساتھ خاص ہے بارہ رکعتوں میں امام آمین آہستہ کہے۔

۴۔ ان ضعیف روایات میں صرف اتنی بات تھی کہ حضور ﷺ نے فاتحہ کے بعد امام ہونے لی حالت میں آمین کہی، جسے قریبی آدمی نے سن لیا۔ آیا یہ حضور ﷺ کا دائمی عمل تھا اور سنت مؤکدہ تھا یا نہیں؟ اس سے یہ روایت خاموش تھی۔ البتہ یہی صحابی وائل بن حجرؓ نے اسی طریقے میں اس آمین کی صحیح پوزیشن یہ بتائی تھی۔

ما اراه الا ليعلمنا (آثار السنن ص ۹۲ ج ۱ بحواله كتاب الكنٰى لدولابیؒ .)

کہ یہ آمین صرف ہمیں تعلیم دینے کے لیے کہی گئی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابی رسول ﷺ نے خود وضاحت فرمادی کہ اس حدیث سے آمین بالجہر کا سنت مؤکدہ ہونا مراد نہیں محض حضور ﷺ نے تعلیم کے لئے بلند آواز سے فرمائی۔ اصل سنت مؤکدہ کیا ہے؟ وہ خود حضرت وائل بن حجرؓ نے ہی حضور ﷺ سے روایت فرمایا کہ آمین آہستہ کہتے تھے۔ جیسا کہ آپ پڑھ آئے ہیں۔ افسوس کہ غیر مقلدین نے نہ تو تعلیم والی روایت کا ذکر فرمایا اور صحابی رسول ﷺ کے خلاف حدیث رسول سے سنت مؤکدہ ہونا کشید کرنے لگے۔

۲۔ اس حدیث کے مرکزی راوی حضرت سفیانؒ ہیں آپ علامہ ابن حزم غیر مقلد کے حوالہ سے پڑھ آئے ہیں کہ وہ خود آمین آہستہ کہنے کو سنت نہیں سمجھتے تھے۔ غیر مقلدین ہی بتائیں کہ جب اس حدیث کی سند کے راوی ہی اس سے آمین بالجہر کا سنت مؤکدہ ہونا نہیں سمجھے تو آپ نے ان سب کے خلاف یہ نیا معنی کہاں سے تراش لیا؟

۳۔ غیر مقلدین اچھی طرح جانتے ہیں کہ بخاری شریف میں آنحضرت ﷺ کا امر سے

ہو کر پیشاب فرمانا ثابت ہے اور اس حدیث کی سند اس حدیث کی سند سے نہایت اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے، کیا وجہ ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا سنت مؤکدہ نہ ہو اور آمین بالجہر سنت مؤکدہ بن جائے۔

۴۔ افسوس کہ غیر مقلد مناظرین نے مذکورہ بالا آہستہ والی روایات جو سنت ہیں ان سے انحراف کیا۔

الغرض کتاب اللہ، سنت صحیحہ رسول اللہ، سنت خلفاء، سنت صحابہ کرام اور خیر القرون کے تعامل کے خلاف وہ محض ضعیف روایات کا سہارا لیتے ہیں اور وہ بھی پوری بیان نہیں کرتے۔

غیر مقلد مناظرین، مناظر اہل سنت والجماعت کے سامنے بالکل عاجز اور لا جواب ہو گئے۔ تو چھتوی صاحب اور مجاہد صاحب نے صدر صاحب سے درخواست کی کہ اب رفع یدین پر مناظرہ شروع کرائیں۔ مناظر اہل سنت نے کہا پہلے اس مناظرے کا فیصلہ دیں۔ سامعین نے اٹھ کر خانہ خدا میں کھڑے ہو کر کہا کہ فیصلہ تو ہو چکا ہے اہل سنت والجماعت کا مسلک حق ہے اور حق آفتاب سے زیادہ روشن ہو چکا ہے۔

لیکن چھتوی صاحب اور مجاہد صاحب اور بعض غیر مقلدین نے یہ شور شروع کر دیا کہ مناظرہ بغیر فیصلہ کے ختم ہوا ہے۔ مناظر اہل سنت نے کہا کہ بغیر فیصلہ کے ہم مناظرہ ختم نہیں کریں گے، چنانچہ مناظر اہل سنت نے صدر صاحب سے درخواست کی کہ میرے تمام مطالبات غیر مقلدین کے سر پر قرض ہیں۔ مناظر اہل سنت نے کاغذ اور قلم صدر صاحب کے سامنے رکھا اور فرمایا آپ میرے تمام سوالات ترتیب وار لکھیں۔ اور ان کا جو جواب غیر مقلدین حضرات نے دیا ہے وہ اگر آپ کو یاد ہوں تو لکھیں ورنہ چھتوی صاحب و مجاہد صاحب سے لکھوائیں۔ اس طریق فیصلہ پر چھتوی صاحب بہت گھبرا گئے پھر وہی شور شروع ہو گیا۔

صدر مناظر نے اٹھ کر فرمایا کہ مولانا امین صاحب جو اہل سنت کے مناظر ہیں وسیع مطالعہ رکھتے ہیں اور تحمل مزاجی کے ساتھ اپنا مافی الضمیر اور مسلک عوام کو سمجھا سکتے ہیں۔ اور اس

کے برعکس ماسٹر محمد یونس صاحب تو اپنی بات بھی کسی کو نہیں سمجھا سکتے۔

صدر صاحب کا یہ زبانی فیصلہ ٹیپ میں موجود ہے۔ جب ان سے تحریری فیصلہ کا کہا گیا تو آپ نے جناب محمد اسلم ایڈووکیٹ صاحب سے کہا کہ آپ نے بھی سارا مناظرہ سنا ہے آپ فیصلہ لکھ دیں تو جناب ایڈووکیٹ صاحب نے فرمایا اس وقت فیصلہ محفوظ ہے۔ صبح اکٹھا فیصلہ لکھیں گے۔

فیصلہ۔

دوسرے دن جناب ایڈووکیٹ صاحب نے جو فیصلہ لکھا، اس میں صاف لکھا غیر مقلد مناظر اپنے آمین بالجہر کا کوئی ثبوت نہیں دے سکا۔ جناب حاجی نور محمد صاحب نے بھی اپنے فیصلے میں یہی بات تحریر فرمائی۔

جھوٹ کی بد ترین مثال۔

آپ نے سنا ہوگا کہ ایک آدمی جھوٹ بولنے میں بین الاقوامی شہرت کے مالک تھے وہ منہ پر جھوٹ بولتے اور کہتے میں منہ پر جھوٹ بولوں گا، اگر میں تمہارے منہ پر جھوٹ بولوں تو کیا انعام دو گے؟ مناظر اہل سنت نے یہ بتایا تھا کہ قرآن پاک، زمانہ نبوت، زمانہ خلافت راشدہ، اور دور خیر القرون میں ان کے سر پر ہاتھ رکھنے والا کوئی نہیں ہے۔ یہ لوگ ان سب کے خلاف ضعیف روایات کا سہارا لیتے ہیں اور ان کو بھی پورا بیان نہیں کرتے کیونکہ ان روایات سے آنحضورﷺ کا آمین بالجہر کہنا ثابت ہوتا ہے تو ان سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ وہ بطور سنت نہ تھا بغرض تعلیم تھا۔

مولوی محمد علی آف جندراکہ نے مناظر اہل سنت کی طرف یہ منسوب کر دیا کہ مولوی محمد امین صاحب نے آمین بالجہر کا سنت مؤکدہ ہونا مان لیا ہے۔ خدا ایسے سفید جھوٹ سے بچائے۔ جناب محمد علی صاحب کا استدلال ایسا ہی تھا جیسا کہ کوئی پادری قرآن پاک سے یہ تو پڑھ دے ان اللہ ھو المسیح ابن مریم کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں، اور اس کی تردید قرآن پاک سے نہ پڑھے اور شور کرے کہ قرآن نے مسیح کا خدا ہونا تسلیم کر لیا ہے۔

چنانچہ محمد علی کے اس سفید جھوٹ پر ڈاکٹر اللہ دتہ (جندراکہ) صاحب نے فوری نوٹس لیا

کہ مولوی صاحب آپ فتنہ فساد کی آگ بھڑکا رہے ہیں، اس پر مولوی صاحب موصوف نے مسجد میں بیٹھ کر جو جھوٹ بولا تھا مسجد میں بیٹھ کر ہی اس سے توبہ کی۔ لیکن بعد میں بھی بعض غیر مقلدین یہی پروپیگنڈا کرنے لگے۔ لیکن جب ان سے کہا گیا کہ آؤ ٹیپ ریکارڈ مکمل سنو تو لگے بغلیں جھانکنے، حالانکہ حق بات یہ ہے کہ عملی طور پر غیر مقلدین نے اپنی شکست کو شدت سے محسوس کیا بلکہ عملاً تسلیم کرلیا۔ یہ بات دو طرح ثابت ہوتی ہے۔

ا۔ رات بھر جناب چھتوی صاحب خانہ خدا میں بیٹھ کر بار بار یہ کہتے رہے کہ میں شیخ الحدیث ہوں میں پرائمری ماسٹر سے مناظرہ نہیں کروں گا، اس میں میری توہین ہے اور سارے غیر مقلد بھی یہی چیختے چلاتے رہے کہ ہم چھتوی صاحب کو ماسٹر صاحب کے مقابلہ میں ہرگز نہیں لائیں گے، اس میں ہمارے شیخ الحدیث کی توہین ہے۔

لیکن دنیا نے روز روشن کی طرح دیکھ لیا کہ غیر مقلدوں نے رفع یدین کے مناظرے میں ماسٹر یونس کا نام تک نہ لیا، اگر ماسٹر یونس صاحب رات کے مناظرہ میں فاتح تھے تو ان کو ہٹا کر ان کی بھی توہین کیوں کی۔ اور چھتوی صاحب نے ماسٹر صاحب کے مقابلہ میں آکر اپنی توہین کیوں کرائی اور پوری جماعت کی بھی توہین کرائی۔

؎ آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

۲۔ دوسری بات جس سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ غیر مقلدوں نے رات کے مناظرہ میں اپنی شکست تسلیم کرلی، وہ یہ تھی کہ تمام غیر مقلدین رفع یدین کو سنت مؤکدہ مانتے ہیں یہی ان کی تحریر میں تھا، لیکن رات جب وہ دیکھ چکے تھے کہ آمین بالجہر کا سنت مؤکدہ ہونا ثابت نہیں کر سکے تو صبح چھتوی صاحب اور غیر مقلد صاحبان اپنے دعوٰی سے ہی منکر ہو گئے اور دو گھنٹے شور کر کے سنت مؤکدہ کے لفظ کو کینسل کرایا۔ اور رات کے مناظرہ سے اتنے مرعوب تھے کہ پھر اپنے نئے دعوٰی میں سنت مؤکدہ تو کجا سنت کا لفظ بھی نہ لکھوایا۔

اناللہ و انا الیہ راجعون

چھتوی صاحب کا آخری حیلہ۔

جناب چھتوی صاحب کی عجیب عادت ہے کہ میدان مناظرہ میں تو وہ کوئی جواب نہیں ۔ ملتے ، بعد میں لوگوں کے کانوں پر کوئی دم درود شروع کر دیتے ہیں۔ مسئلہ آمین میں وہ اہل ۔ ۔ الجماعت مناظر کے ایک بھی مطالبہ کو پورا نہ کر سکے ، ہر طرف سے تو تکار ہو رہی تھی تو جناب ۔ ۔ وف نے کھسیانی بلی کھمبا نوچے کی مثال کو پورا کرنے کے لیے اپنے حواریوں کے کانوں میں ، پھونکنا شروع کر دیا مناظر اہل سنت بھی تو آمین بالجہر کا منع ہونا ثابت نہیں کر سکا۔ حالانکہ انکا یہ خاص فریب تھا۔ اولاً تو مناظر اہل سنت کے ذمہ کوئی دلیل ہی نہ تھی کیونکہ دلیل ہمیشہ مدعی کے ۔ ۔ ہوتی ہے نہ کہ سائل کے ذمہ۔

چنانچہ مناظر اہل سنت نے یہ پرزور چیلنج دیا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے البینتہ علی المدعی کہ دلیل مدعی کے ذمہ ہوتی ہے۔ اگر چھتوی صاحب حدیث میں یہ الفاظ دکھا ۔ یں البینتہ علی المنکر تو میں ہزار روپیہ انعام بھی دوں گا اور دلیل بھی بیان کروں گا۔ لیکن چھتوی صاحب لا جواب اور مبہوت بیٹھے ہوئے تھے۔

دراصل چھتوی صاحب اپنے ۔ ۔ ب یا ان پڑھ حواریوں کو دھوکا دینا چاہتے تھے کہ امین صاحب بھی منع ثابت نہیں کر سکے۔ لیکن چھتوی صاحب کا یہ سوال پورے دین کو داؤ پر لگا دینا تھا۔ اس وقت چند مثالوں سے وضاحت کرتا ہوں تا کہ چھتوی صاحب کی غلط روی کا تانا بانا آپ کے سامنے آجائے۔

مثال اول۔

چودہ سو سال سے مسلمان کلمہ پڑھتے آرہے ہیں۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یہی کلمہ نبی پاک ﷺ نے سکھایا۔ یہی صحابہ کرام نے یہی حضرت علیؓ اور دیگر اہل بیت نے پڑھا اور پڑھایا۔ لیکن آج بعض لوگوں نے کلمہ یہ بنالیا ہے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول**

اللہ۔ لیکن جب ہم ان سے کہتے ہیں کہ ثابت کرو کہ علی ؓ یا نبی ﷺ یا کسی صحابی نے یہ کلمہ اس الفاظ سے پڑھایا پڑھایا ہو تو وہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے، البتہ لاجواب ہو کر چھتوی صاحب کی طرح یہ کہتے ہیں کہ آپ نبی ﷺ یا علیؓ سے یہ ثابت کریں کہ انہوں نے خاص ان الفاظ میں کلمہ پڑھنے سے منع فرمایا ہو۔ اب چھتوی صاحب سے سوال یہ ہے کہ لفظ نہ ملنے کی وجہ سے وہ یہ کلمہ اس اضافہ کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیں گے؟

مثال دوم۔

آذان عام فرض نمازوں کے لیے ایک ہے اور نماز جمعہ کے لیے دو آذانیں ہیں، لیکن عید کی نماز کے لیے کوئی آذان نہیں ہے۔ صرف عدم ثبوت ہی کی وجہ سے عید سے قبل آذان نہیں دی جاتی اب اگر کوئی شخص عید کی نماز سے قبل آذان دینی شروع کر دے اور جناب سے مطالبہ کرے کہ جناب خاص عید کی نماز سے پہلے آذان کی ممانعت کی نص صحیح صریح دکھائیں۔ تو آپ ہرگز نہ دکھا سکیں گے کہ آپ کا مطالبہ ہی غلط ہے۔

مثال سوم۔

کوئی شخص آذان میں **اشهد ان عليا ولی الله۔ یا اشهد ان ابابكر خليفته بلا فصل** کہنا شروع کر دے تو کیا خاص آذان کے متعلق اس کے منع کی نص آپ دکھا سکیں گے۔ صرف عدم ثبوت کو ہی آپ دلیل بنائیں گے اور نص منع کا مطالبہ کرنے والا آپ کے نزدیک بھی دین کو برباد کرنے والا ہوگا۔

مثال چہارم۔

یہی آذان آخر میں **لا الـــــه الا الله** پر ختم ہوتی ہے، اب اگر کوئی شخص آخر آذان میں **محمد رسول الله** کہنا بھی شروع کر دے اور کہے کہ خاص آذان کے اندر اس کا منع ہونا کسی حدیث صحیح صریح سے ثابت کرو۔ تو چھتوی صاحب یہ خاص نص کہاں سے لائیں گے؟ الغرض چھتوی صاحب نے سوال کا غلط انداز ایسے اٹھایا ہے کہ جس سے پورا دین ہی متاثر ہو سکتا ہے یا

دریا کو اپنے موج کی طغیانیوں سے کام

کشتی کسی کی پار ہو یا درمیان رہے

پھر اس مناظرے کے متعلق تو یہ کہنا کہ مناظر اہل سنت تو منع ثابت نہیں کر سکے۔ بالکل سفید جھوٹ تھا۔ کیونکہ فریقین اس پر متفق تھے کہ آمین دعا ہے اور دعا کے متعلق قرآنی حکم یہ ہے اپنے رب سے دعا عاجزی سے کرو اور آہستہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں یعنی چیخنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔

